یہودیت کی اسلام دشمنی

پروفیسر عبدالجبار شاکر حفظہ اللہ تعالیٰ
ڈائریکٹر جنرل پنجاب پبلک لائبریری

گذشتہ دنوں جناب محترم پروفیسر عبدالجبار شاکر صاحب جامعہ سلفیہ تشریف لائے اور حالات حاضرہ پر اپنا تاریخی علمی مقالہ پڑھا جس کی افادیت کے پیش نظر ترجمان الحدیث کے صفحات پر شائع کیا جا رہا ہے (ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد:

قال اللہ تعالیٰ:

جناب شیخ الجامعہ مولانا حافظ عبدالعزیز علوی صاحب، محترم مولانا مسعود عالم صاحب، محترم یسین ظفر صاحب، اساتذہ کرام طلبائے عزیز! آج کی اس مختصر نشست میں ایک خاص نقطہ نظر سے چند باتیں پیش کرنا ہیں۔ آپ مدارس کے ان نظام کیساتھ وابستہ ہیں امت مسلمہ جو دنیا کے نقشے پر اپنی مرکزی ہیئت اور صورت کے اعتبار سے افریقہ کے انتہائی مقامات کے مراکز سے شروع ہو کر ایشیائی خطوں میں سے گزرتے ہوئے جزائر غرب الہند انڈونیشیا ملائشیا اور برونائی تک پھیلے ہوئے ہیں اس کے علاوہ کروڑہا انسان وہ ہیں جو مسلمانوں کی ان ریاستوں اور سلطنتوں کے علاوہ ان ممالک کے اندر اپنے شوق سے یا اپنی مجبوریوں سے رہ رہے ہیں اور ان کی تعداد کروڑوں میں ہے آج جس دنیا میں ہم زندہ ہیں یہ دنیا ٹیکنالوجی کے لحاظ سے سائنسی ایجادات اور دریافتوں کی وجہ سے ایک دوسرے کے بہت قریب آ چکی ہے۔ دنیا کے کسی خطے میں ہونے والے واقعات ابلاغ کے موثر ذرائع کی وجہ سے پوری دنیا تک چند ہی ثانیوں اور منٹوں کے بعد پہنچ جاتی ہے اس رقت انگیز واقعات اور حوادث کی دنیا کے اندر اب ہر روز جو منظر سب سے زیادہ تشویشناک اور المناک ہے وہ منظر امت مسلمہ کے بعض حصوں کے اندر اس پسماندگی کا، اس رسوائی کا اس ہزیمت کا یا اس اقتصادی بدحالی کا پھر دنیا کے اندر غالب اور استعماری قوتوں کے ظلم اور جبر کا ایک ایسا نقشہ پیش ہوتا ہے جس کو دیکھنے کے بعد احساس ہوتا ہے کہ امت مسلمہ جس کا منصب دنیا کے اندر غلبے کا منصب تھا اب بظاہر ایک مغلوبیت کی تصویر پیش کرتی ہے یہ جو عددی اعتبار سے، دنیا کے اندر اس وقت کم وبیش چھ ارب کے قریب انسان موجود ہیں جنہیں آپ چھ سو کروڑ بھی کہہ سکتے ہیں ان چھ ارب انسانوں کے اندر ڈیڑھ کروڑ سے کچھ کم وہ لوگ ہیں جو یہودیت کیساتھ یا شریعت موسوی کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اور پونے دو سے دو ارب کے درمیان وہ لوگ ہیں جو بظاہر تو مسیحیت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ سیدنا مسیح علیہ السلام کے رفع آسمان کے بعد سینٹ پال نے جو عیسائیت کی تعلیم اور شکل بنائی آج توہمات اور خرافات کے اندر وہ جکڑے ہوئے ہیں اسی طرح سے سوا ارب سے ڈیڑھ ارب کے درمیان وہ لوگ ہیں جو ابراہیمی ادیان میں سے اس دین کی حتمی اور قطعی شکل سے تعلق رکھتے ہیں جو سیدنا محمد مصطفی ﷺ اس دنیا کیطرف لیکر آئے اب ایک کشمکش تھی کہ سارے ادیان کے اندر اگر آپ غور کریں تو پونے دو ارب انسان اگر عالم عیسائیت کیساتھ تعلق رکھتے ہیں اور سوا سے ڈیڑھ ارب کے درمیان اگر لوگوں کا رسول اللہ کی لائی ہوئی شریعت سے تعلق ہے اور ڈیڑھ کروڑ انسان جو ہیں وہ یہودیت کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں باقی ماندہ جو مذاہب ہیں ان کے اندر کثیر تعداد بدھ مت کے ساتھ جین مت کے ساتھ ہندو مت کے ساتھ برہمن سماج کے ساتھ، تاؤ ازم کے

جب بھی کوئی قوم اپنے نبی کی لائی ہوئی شریعت سے انحراف کرتی ہے یا اس میں تاویل کا رخ اختیار کرتی ہے یا اصل تعلیم کے ساتھ تبدیل کرنے کی کوشش کرتے یا اس تعلیم کے اندر اپنی خواہشات کو داخل کر دے تو اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو فنا کر دیتا ہے یا نمونہ عبرت بنا دیتا ہے

ساتھ زرتشتی مذاہب کے ساتھ یا بہت سے فرقہ ضالہ جن کے اندر زرتشی بھی ہیں کنفیوشس بھی ہیں بہائی بھی ہیں قادیانی بھی ہیں اور اسی طرح سے اسماعیلی بھی ہیں اور علی ھذا القیاس بہت سارے گمراہ فرقے وہ دنیا کے اندر پائے جاتے ہیں جب تک یہ عالم اسلام اور دنیا کا ایک واضح نقشہ ہمارے سامنے نہ ہو تو اس کا اندازہ نہیں ہوسکتا ہے کس فتنے سے اور کس عارضے سے ملت اسلامیہ اس وقت دو چار ہے اس کی نوعیت کیا ہے اور امر واقعی کیا ہے؟ آج کی ساری کی ساری گفتگو فن خطابت کی بجائے کسی فن تقریر کے جو لوازم اور فصاحت و بلاغت جو اسالیب ہیں ان کی بجائے میں خالصتا طلبا اور اساتذہ کے سامنے اس نوعیت سے پیش کر رہا ہوں کہ ہمیں یہ اندازہ ہو کہ آپ لوگوں کے سامنے اس دور کا سب سے بڑا چیلنج کیا ہے۔ اور اس چیلنج سے نمٹنے کیلئے کتاب وسنت کے اندر ہمیں رہنمائی کیا دی جا رہی ہے۔ اور وہ کونسی ذمہ داری ہے جس ذمہ داری کو حاصل کرنے کیلئے آپ یہاں پر موجود ہیں یہ ساری صورتحال ایک سنجیدہ غور و فکر کا تقاضا کرتی ہے قرآن کریم کے ایک وسیع تر مطالعہ کا موضوع سابقہ قوموں کے عروج و زوال کی ایک داستان ہے اور اگر آپ وہ ساری کی ساری سورتیں جو انبیاءؑ کے ناموں کے ساتھ منسوب ہیں ان سورتوں کا اگر آپ بالخصوص مطالعہ کریں اور ان سورتوں میں سے وہ بھی ہیں جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس سورت کے مضامین نے تو مجھے بوڑھا کر دیا۔ یہ سورہ ہود ہے اور ایسے ہی سورۃ انبیاء ہے، اعراف ہے اور روم ہے پھر اسی طرح سے بہت ساری دوسری سورتوں کے اندر پے در پے ایک مضمون بڑا واضح ہے اور وہ مضمون یہ ہے کہ جب کسی عہد نبی کی مخاطب امت یا قوم اس منصب کے تقاضوں کو پورا کرنے کی بجائے اس سے کوئی انحراف کی روش اختیار کرے یا اس تعلیم کے اندر کوئی تاویل کا رخ پیدا کرے یا اصل تعلیم کو کسی اور نقل کیساتھ تبدیل کرنے کی کوشش کرے یا اس تعلیم کے اندر اپنی نفسانی خواہشات کو اور اپنے من مانے تصورات کو اور اس کی تعبیرات کو داخل کرنے کی کوشش کرے تو پھر اللہ تعالیٰ کا قانون اور ضابطہ یہ ہے کہ یا تو اس قوم کو فنا کر دیتا ہے اور نمونہ عبرت بنا دیتا ہے یا دوسرا قانون یہ ہے کہ اس کی بجائے کسی دوسری قوم کو تبدیل کر دیا جاتا ہے۔

لیکن سابقہ امم کے سارے قصص کو بیان کرنے کے بعد سنۃ اللہ تو تبدیل نہیں ہوگی فطرۃ اللہ بھی تبدیل نہیں ہوگی لیکن ایک بات واضح کی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ کیساتھ ہلاکت کا وہ معاملہ تو نہیں ہوگا رسول اللہ ﷺ کی دعائیں اور ہماری حدیث کی کتابوں کے اندر جو فتن کے ابواب کے اندر جو بہت ساری احادیث آتی ہیں ان کے مطالعے سے ایک بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ نے اس قوم کے ساتھ یہ فیصلہ تو نہیں کر رکھا ہے کہ اس کو ہلاک کر دے یا تباہ و برباد کر دے لیکن یہ معاملہ ضرور ہے کہ آزمائش وابتلا کے معاملات اس کے ساتھ بھی ہیں ابتلاء وآزمائش کے معاملات پہلے بھی گزر چکے اور آئندہ بھی پیش آئیں گے احادیث کے بعض حصوں کے اندر وہ مضامین بھی بڑی وضاحت کے ساتھ ہمارے سامنے آتے ہیں کہ جن میں قیامت تک امت مسلمہ کے تین ادوار کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور اگر ان ادوار کا مطالعہ ان سے متعلقہ احادیث کی روشنی میں کیا جائے تو میں یہ محسوس کر سکتا ہوں کہ قرآن مجید کی آیات اور احادیث کے اس مطالعہ کے بعد وہ نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ جاتا ہے کہ قرون ماضیہ کے اندر جو عقاب گزر چکے ہیں اس میں امت مسلمہ کا نقشہ کیا رہا اگر وہ احادیث اور قرآن کے بتائے ہوئے راستے کے عین مطابق ہو رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہمارا مابعد جو زمانہ ہے کہ اس کے اندر بھی وہی اسلوب اور وہی بات نہ رہے اس لحاظ سے آپ یہ دیکھیں کہ ہمارے سامنے اللہ تعالیٰ نے اس دین کو یہودیت اور مسیحیت کے بعد ایک حتمی اور قطعی شریعت کی شکل میں پیش کیا یہ بات بھی آپ کے سامنے رہنا چاہیے کہ یہودیت کے مطالعہ کی لئے اصل چیز وہ تلمود (تلمود) کا مطالعہ ہے جس میں بے پناہ انحرافات موجود ہیں لیکن اگر آپ یہود کے حقیقی عزائم کا مطالعہ کرنا چاہیں تو اس کیلئے بڑا ضروری تقابل ادیان کے مطالعہ کے اعتبار

> یہودیوں نے علم و رفعت کا جو مصنوعی معیار اپنے ذہنوں میں بنا رکھا تھا اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے مصنوعی تعلق کو جتلانے کی وجہ سے وہ جس سرزمین میں بھی رہے دوسرے لوگوں سے نفرت نے انہیں ایک ناپسندیدہ اور مبغوض بنائے رکھا

سے تلمود جو دراصل ان کی شریعت کے احکامات کا ایک مجموعہ ہے اس کا مطالعہ ہمارے لئے ناگزیر ہے جس سے اسکی فطرت اور جبلت سمجھ میں آتی ہے۔ اور قرآن مجید نے یہود کو جو چارج شیٹ کیا ان پر جو پورے طبعی طور پر الزام نہیں بلکہ ان کے جرائم کی فہرست گنوائی اس فہرست کو اگر آپ تلموط کے مطالعہ کی روشنی میں دیکھیں تو آپ کو قرآن مجید کی حقانیت کا ایک نیا موضوع آپ کے سامنے آجائے گا کہ قران مجید نے کس طرح سے ان کی اس پوری صورتحال کو بیان کیا اس لحاظ سے یہودیت کی جو صورتحال ہے امت مسلمہ کی اس پوری کشمکش میں یہودیت کا مطالعہ بطور خاص ہمارے لئے توجہ کا باعث ہے عرب کے معاشرے کے اندر یہود خود عرب کی سرزمین اور حجاز سے تو تعلق نہیں رکھتے لیکن اپنے کرتوتوں کیوجہ سے اپنے سازشی ذہن کی وجہ سے ایک علو اور رفعت کا مصنوعی معیار جوانہوں نے اپنے ذہنوں کے اندر بنا رکھا تھا اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنے مصنوعی تعلق کو جتلانے کیوجہ سے وہ جس جس سرزمین میں رہے ان کی دوسرے لوگوں کے ساتھ نفرت نے انہیں مبغوض بھی بنائے رکھا اور اس کے نتیجہ میں ایک علاقے سے دوسرے میں اور دوسرے سے تیسرے میں یہ مراجعت جو ہے پوری دنیا کے اندر جاری رہی۔ اس لحاظ سے رسول اللہ جس زمانے میں مبعوث ہوئے اس وقت مدینہ کے اندر تین قبائل جو تھے وہ اپنی یہودی نسبت کے اعتبار سے ممتاز تھے جن میں بنو قینقاع تھے بنو قریظہ اور بنو نظیر تھے۔ مدنی زندگی کی ساری کشمکش جو اسلامیت اور یہودیت کے اندر موجود ہے وہ دراصل انہیں تین قبائل کیساتھ وابستہ ہے اور ان تین قبائل کے حوالے سے ہمارے ہاں ان تین قبائل کی جو صورتحال ہے جو ان کے ذہنی رویے ہیں وہ ہمارے سامنے موجود ہیں کس طرح سے وہ سودی معیشت کے اندر جکڑے ہوئے کس طرح ان کے لینے اور دینے کے اوزان میں اختلاف تھا اور قرآن مجید اپنی سورتوں میں اس کو تبصرے میں لایا ہے (میں صرف اشارات سے آگے بڑھ رہا ہوں) اس طرح سے یہودیوں میں جو بدمعاملگی ہے اپنے ایفائے عہد کے بجائے نقض عہد کا جو ان کی صورتحال ہے وہ ان کی جبلت اور فطرت کے اندر موجود تھا اور اس عہد کے اندر ان کی یہ فطرت پورے طور پر موجود تھی رسول اللہ نے سب سے پہلے جس فتنے کا استیصال کیا ہے حجاز کی

یوں تو یہودیوں میں بہت سے جرائم رواج پا چکے تھے مگر بدمعاملگی، بدعہدی، اور فتنہ وفساد ان کی جبلت اور فطرت کے اندر موجود تھا اسی وجہ سے حجاز کی سرزمین میں رسول اللہ ﷺ نے غلبہ اسلام کے بعد سب سے پہلے جس فتنے کی سرکوبی کی وہ یہودیت کا فتنہ تھا۔

سرزمین میں وہ یہودیوں کا فتنہ ہے اس کے بعد جو ہمارے فاتحین ہیں ان کے پیش نظر بھی یہ مشن رہا ہے کہ کسی طریقہ سے بھی اس امت مسلمہ کو نقد (نقب) لگانے کے اندر انہوں نے حیلہ سازیاں جعل سازیاں اور دسیسہ کاریاں ان کی طرف سے جاری وساری رہیں آپ خلافت راشدہ کے انتہائی مبارک عہد کے اندر اور حقیقت ہے کہ اس مبارک عہد سے بڑھ کر اور کوئی مبارک عہد نہیں ہوسکتا کہ اسلام حجاز سے نکل کر اقالیم عالم کے اندر پھیلنا شروع ہوگیا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت کا زمانہ عیسوی تقسیم کے لحاظ سے 610ء ہے۔ 610ء سے 710ء تک پوری ایک صدی ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بعثت ٹھیک 610ء میں ہوئی آپ کی بعثت سے ٹھیک ایک سو سال بعد 710 میں مسلمان حجاز سے دنیا کے چاروں طرف دین کی دعوت لے کر نکلے ہیں مگر وہ سپین کی طرف 710 میں نکلے ہیں تو طارق بن زیاد جو بربری تھے بنیادی طور پر اس طرف نکلے اس کے ساتھ ہی موسیٰ بن نصیر نکلے ادھر اسی 710 میں محمد بن قاسم نکلتے ہیں آپ کو ایک حیرت ہوگی کہ ٹھیک ایک صدی کے بعد مسلمانوں نے حجاز اور اردگرد کی پھیلی ہوئی جو ریاستیں تھیں جن میں شامی، اردنی، اور عراقی۔ ان سے پھر پورے عالم کی طرف رجوع کیا ہے اور یہ ایک عجیب حقیقت ہے کہ 610 اور 611 کے بعد 710، 711 کے اندر ٹھیک ایک صدی کے بعد مسلمانوں نے جس طرف بھی رخ کیا ہے وہاں پھر صدیوں تک اپنی تہذیب کو اپنی تمدن کو اپنی ثقافت کو اپنے عقیدے کو اپنے مقام کو اور اپنی روایات کو وہاں پر قائم و دائم رکھا۔ اگر یہ سپین کی طرف نکلے ہیں تو وہاں 711 کے بعد جنوری 1492 تک کسی نہ کسی شکل کے اندر اندلسی علاقے میں جو سپین کا جنوبی حصہ ہے اس کے اندر ان کی سلطنتیں جو تھیں پہلے تو وہ قرطبہ کے اندر ختم ہوئیں پھر اشبیلیہ میں ختم ہوئی ہیں

پھراس کے بعد غرناطہ اور طلیطلہ میں ختم ہوئی ہے اور بالآخر غرناطہ کے اندر بھی پورے طور پر ختم ہو کر رہ جاتی ہے اس طرح سے 711 میں قائم ہونے والی 1492 میں اس کا چراغ پورے طور پر غروب ہو جاتا ہے۔ بعینیہ برصغیر کے اندر جو پہلی ریاست قائم ہوئی اس پر بڑی توجہ کی ضرورت ہے برصغیر کے اندر جو مسلمانوں کی جو ابتدائی امور کی پہلی ریاست ہے یہ برصغیر کے اس حصہ میں قائم ہوئی جسے بلوچستان کے اندر آج بلوچی اور ایرانی مکران کا علاقہ ہے اور یہ خالص محدثین کی ریاست ہے موحدین کی خالص ریاست ہے اس ریاست کے اندر اتنا معاملہ تھا میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر حجاز کی ریاست کے طرز پر بعینیہ اسی اسلوب پر خلافت راشدہ کے متصلا بعد کوئی نئی ریاست اگر قائم ہوئی ہے تو یہ مکران کی راست تھی اور پھر اس کے متصلا بعد محمد بن قاسم نے جو دیبل سندھ اور منصورہ سے لیکر ملتان تک کی ریاست ملتان تک ریاست قائم کی یہ اس وقت تک قائم رہی جب تک اسماعیلیوں نے اس ملتان اور ارد گرد کے علاقوں کو ختم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس کی بنیادوں کے اندر پورے طور پر کتاب وسنت کا ذائقہ موجود تھا سندھ نے تو اتنے بڑے محدثین قائم کئے کہ یہ ایک الگ موضوع ہے کہ محمد بن قاسم کے ساتھ جو تابعین تبع تابعین کا ایک گروہ جو آیا ہے اور ان کے اندر محدثین علماء کا ایک گروہ تھا اس نے علوم دینیہ کی اشاعت اور فروغ کے اندر اہم اعلاقے میں اور مابعد ان کے [illegible] جانے کے [illegible] کے اندر ان

لوگوں کی خدمات کیا ہیں یہ علم تاریخ کا اک مستقل موضوع ہے اور اس کا آپ کو مطالعہ کرنا چاہئے ایک ایسا موقع آیا ہے جب مسلمانوں کی سلطنت کے اندر کفر داخل وشامل ہوا۔ فاتح مصر حضرت عمرو بن عاصؓ نے جب مصر کو فتح کیا تو ایک خطبہ تاریخ کی کتابوں کے اندر ملتا ہے وہ فرماتے ہیں تم ہمیشہ اس بات کو یاد رکھو کہ آپ لوگ مستقل ایک محاذ جنگ پر ہو۔ ایسا نہیں ہے کہ کوئی علاقہ فتح کرنے کے بعد ہمارے معاملات کا رخ تبدیل ہو جائے بلکہ مسلمان اگر جغرافیائی اعتبار سے جب ایک خطے کو فتح کرتا ہے اس کے علاقے کی جاہلیت کو ختم کر کے اس کی جگہ دینی اور شرعی شعار کو قائم کرنا اس کے ذمے ایک بہت بڑا منصب ہو جاتا ہے بعد ازاں اپنے مجاہدوں سے فرمایا کہ تم اسلامی نقطہ نظر سے جب اس جگہ کے محافظوں کے ساتھ تعلق رکھتے ہو اس لئے دشمنوں کے دل کبھی تمہیں شکست دینے کے خیال سے خالی نہیں رہے۔ ہمارے دشمنوں کی فہرست میں قرآن نے جو یہود ونصاریٰ کا تذکرہ کیا ہے اس کو اگر ہم تاریخی وقائع کے اعتبار سے دیکھیں اور پھر کتاب وسنت کا مطالعہ کریں تو مسلمانوں کا سب سے پہلا دشمن یہود بنتے ہیں اور پھر نصاریٰ کا نام آتا ہے مابعد دنیا کے اندر کفر د شرک اور مشرکین کی نسلیں شمار ہوتی ہیں میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ یہود کی ذہنی پرواز کے صحیح معنوں میں [illegible] کیلئے

مسلمانوں کی یہ روایت رہی ہے کہ انہوں نے جس طرف بھی رخ کیا وہاں صدیوں تک اپنے عقیدے، اپنی تہذیب و تمدن، اپنے مقام اور روایات کو قائم و دائم رکھا

اگر چہ قرآن مجید کے بیانات کافی ہیں اور نہیں بھی اس میں کوئی شک نہیں ہونا چاہئے لیکن میں تو توثیق علمیہ کیلئے اور تحقیقی مزاج کیلئے اگر ہم خود ان کی منحرف اور تحریف شدہ کتابوں کی روایات کو دیکھیں یہ بات تو آپ کے علم میں ہے کہ قرآن مجید کے علاوہ دیگر تمام صحائف اور کتب جو دنیا میں آئیں وہ تبدیل کر دی گئیں بلکہ یہ بھی عجب نکتہ ہے کہ جتنی زبانوں میں یہ کتابیں نازل ہوئیں وہ زبانیں بھی آج دنیا سے ناپید ہیں ہر چند کہ یہودی علماء اور ماہرین لسانیات نے گذشتہ دو تین صدیوں سے عبرانی زبان کے احیاء کیلئے بڑی کوششیں کیں لیکن اس کے باوجود تورات کو اس کے متن میں پیش کرنے سے قاصر رہے اور حضرت عزیز کے بعد جو تورات دنیا سے نابود اور ناپید ہوئی وہ کبھی دوبارہ یہودیوں کے پاس متن کے طور پر موجود نہ رہی لیکن ان کی ہدایات اور احکام کے متعلق ہمیں جو کچھ تلمود یا تالمود کے اندر ملتا ہے اس کی چند باتیں بڑی فکر انگیز اور قابل توجہ ہیں جن کا تفصیلی مطالعہ آپ کو کرنا چاہئے لیکن چند باتیں میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں ایک جگہ لکھا ہے:

کہ یہودی اللہ کے ہاں تمام فرشتوں سے زیادہ محبوب ہیں یہ اس کے متن کا حصہ ہے اور اس سے ذرا سمجھنے جایئے کہ سبقت اور اعلیٰ ہونے کا خیال ان کے اندر کس طور سے جاگزیں ہے۔ یہ بات ذرا ذہن میں رہے کہ یہود اللہ تعالیٰ سے وہی [illegible] تعلق رکھتے ہیں جو کسی بیٹے کو اپنے باپ سے [illegible] ہے یہ [illegible] گمراہی ہے جو [illegible] اور توریت کے

اعتبار سے ان کے ذہنوں کے اندر جمی ہوئی ہے دوسری جگہ آیا ہے کہ اگر یہودی دنیا کے اندر نہ آتے تو آفتاب طلوع ہوتا نہ زمین برکتیں دیتی۔ دیکھئے زمین کی برکتوں کو بھی اپنے وجود کے ساتھ مستلزم سمجھتے ہیں پھر ایک اور جگہ پر تلمود میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کے ہاتھ سے کمائے ہوئے مال پر یہود کو تسلط اور تصرف کا اختیار دے رکھا ہے۔ یہ نقطہ بھی ذرا ذہن میں رہے تسلط اور تصرف کا اختیار کامل دے رکھا ہے ایک جگہ آیا ہے کسی یہودی کو اگر فائدہ پہنچ رہا ہے۔ یا غیر یہودی کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا اور دھوکے فریب سے کام لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس کی فکر و معاشرت میں گمراہی کس درجہ گہرائی کے ساتھ پیوست ہے کہ انہوں نے اپنی جہالت کو شرعی بنیاد فراہم کر رکھی ہیں۔ پھر آتا ہے اے یہودیو اگر کوئی آبادی تمہارے قبضے میں آجائے تو وہاں کی آبادی کو قتل کرو تمہیں اپنے پاس کسی کو قیدی رکھنے قطعاً اجازت نہیں ہے عورت مرد بچے بوڑھے سب قتل کر دیئے جائیں جنگی اخلاق کا ضابطہ اس کے ساتھ وابستہ ہے تلموط کی تعلیمات کے اندر معاشرے پہ کیا اثر ہے اس کا تذکرہ میں مابعد کروں گا۔ تلموط کا ترجمہ ہر زبان میں مل جاتا ہے اگر آپ اس کا مطالعہ کریں تو اس کے سات حصے اور منازل ہیں۔ یہود اس وقت اپنی جس مذہبی حکم اور کمانڈمنٹ پر اگر عمل کرتے ہیں تو وہ اسی کتاب کی تعلیمات ہیں اگر آپ تاریخ میں غور کریں تو پتہ چلے گا کہ یہود ہمیشہ دنیا کے اندر مارے مارے پھرتے رہے۔ رسول اللہ کی بعثت سے پہلے تاریخ کا مطالعہ بتاتا ہے اور یہودیوں کی اپنی لکھی تاریخ بھی اس بات کی گواہی دیتی ہیں کہ نہ کبھی یہ خود دنیا میں امن سے رہے نہ کبھی انہوں نے امن کی صورتحال کو برقرار رکھا۔ عیسائیت کے ساتھ انکی چپقلش کی بہت بڑی صورتحال ہمیشہ قائم ودائم رہی یہاں تک کہ یہودی بادشاہوں کا نقطہ نظر ہی عیسائیوں کو مٹانا تھا۔ یہ بات بھی ملحوظ رہے کہ سیدنا عیسیٰ کوئی نئی شریعت لیکر نہ آئے تھے بلکہ وہ موسیٰ کی تعلیمات کی تجدید واحیاء اور اس کی گم شدہ بھیڑوں کو دوبارہ جمع کرنے کے فرض اور ذمہ داری کو پورا کرنے کیلئے آئے تھے۔ لیکن آپ اندازہ لگا لیجئے کہ کس انتہائی شر انگیز ماحول کے اندر وہ کام کر رہے تھے کہ ان کے مختصر سے حواریوں میں سے ایک تین سکوں کے عوض اپنے پیغمبر کا راز افشاں کرتا ہے اور اس طرح سے ان کو صلیب پر چڑھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس سے پہلے کی صورت حال کیا تھی قرآن مجید نے بڑی وضاحت کیساتھ وہ چارج شیٹ لگائی ہے وہ ایک ہی جملہ ہے:

ویقتلون النبیین بغیر الحق کہ بغیر حق کے انبیاء کو قتل کرنا یہ ایک جرم ہے جو ان کے ذمے لگایا لیکن اس کی تفصیل اگر آپ دیکھیں کہ خود انکی اپنی کتابوں میں لکھا ہے کہ یحییٰ کی پاکدامنی اور اس کی تعلیمات اور انکے وعظ اور انکے نصائح سے اس قدر اکتا چکے تھے کہ اس وقت کی ایک رقاصہ نے اپنی بیٹی سے کہا کہ کل جب تم ہیروڈنس کے دربار میں رقص کرو تو بادشاہ جب تمہارے رقص سے خوش ہو کر یہ بات کہے کہ تمہیں کیا انعام دیا جائے اور تم اس سے منہ مانگا انعام جب طلب کرو تو عین اس موقع پر یحییٰ کے سر کا مطالبہ کرنا یہ قوم اخلاقی دیوالیہ کے اس بدترین دور کا شکار ہو چکی تھی کہ عملاً یہی ہوا اگلے روز رقاصہ نے اپنا رقص پیش کیا تو بادشاہ نے رقاصہ کے رقص سے خوش ہو کر کہا بتایئے میں آپ کو کیا انعام پیش کروں تو اس نے اپنی ماں کی سکھلائی ہوئی بات کہی کہ یحییٰ کا سر قلم کر کے ایک طشتری کے اندر رکھ کر پیش کیا جائے اور نبی معصوم کیساتھ عملاً یہی کام کیا گیا یہ کوئی ایک قصہ نہیں ہے اگر آپ تفصیلات کے اندر جائیں تو یہ جو یقتلون النبیین بغیر الحق ہے اس کی تفصیل آپ ملاحظہ کریں تو یہودیوں کی قبیح تصویر واضح ہوتی ہے کہ ان کا رویہ عام لوگوں سے تو کجا انبیاء سے کیسا رہا تھا اس لحاظ سے یہودیوں کا معاملہ چلتا رہا یہ سب باتیں ہم نے اصل موضوع کی تمہید کے طور پر ذکر کی ہیں مختصرا سمجھ لیجئے کہ فلسطین کبھی بھی یہودیوں کا مستقل علاقہ نہیں رہا کوہ سینا کے ساتھ ان کا تعلق رہا ہے مصر اور بحیرہ قلزم کے آس پاس بہت سے علاقوں کیساتھ تعلق رہا ہے لیکن خالصتاً ان کا فلسطین کیساتھ ان کا اس طرح سے تعلق نہیں رہا کہ اس سرزمین کو یہ اپنی سرزمین قرار دے سکیں دنیا کے

> **یہودیوں کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ کسی یہودی کو اگر فائدہ پہنچ رہا ہے یا غیر یہودی کو نقصان پہنچ سکتا ہو تو جھوٹ بولنا، جھوٹی گواہی دینا، دھوکے اور فریب سے کام لینا نہ صرف جائز ہے بلکہ واجب ہے**

اندر آپ کو جتنے عالمی سطح کے تنازعات نظر آئیں گے اس کے پس منظر کے اندر یہودیوں کی ذہنیت انکی مذہبی اقدار انکے تعصبات اور انکی یہ جو مخصوص ظالمانہ فکر ہے وہ آپ کو کارفرما نظر آئیگی اب آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ یہودیوں کی صورتحال کس قدر خوفناک ہو کر ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہودیوں نے پہلی جنگ عظیم کے زمانے میں جب امریکہ کے اندر صدر ولسن کی حکومت تھی یہودیوں نے اس موقع پر بیسویں صدی کی ابتدا سے پہلے عجیب و غریب قسم کے معاملات کیے۔ انیسویں صدی کے انتہائی آخر میں 1892 کے اندر ان کے اک شخص ڈاکٹر تھیوڈور ہرزل نے سیاسی طور پر پہلی مرتبہ وہ پروٹوکول اور دستاویزات مرتب کیں جس میں پوری دنیا کے یہودیوں کے سامنے باقاعدہ تحریری شکل میں ان کا مشن پیش کیا اس نے بتلایا کہ مابعد ایام میں دنیا کے ساتھ یہودیوں کو کیسا رویہ اپنانا ہے گذشتہ 45,40 سال قبل اس کا ایک لائحہ عمل اور منصوبہ اسی پروٹوکول میں خفیہ طور پر 1892 میں لکھا گیا ہو کسی نہ کسی طرح سے منظر عام پر آ گئے اور ان کا دنیا کی تمام زبانوں میں ترجمہ کیا جا چکا ہے اردو زبان میں مرحوم ہمارے دوست مصباح الاسلام جو کراچی میں ہی ہوتے تھے اس نے اور مولانا ظفر علی انصاری نے اردو میں پہلی مرتبہ ترجمہ کیا مختصرا اگر ان پروٹوکولز کا دو جملوں میں خلاصہ بیان کیا جائے تو وہ نقشہ تلمود کے اندر کھینچا گیا ہے اور وہ پوری دنیا پر حکمرانی کا خواب ہے اس نقشے میں جو انہوں نے رنگ بھرے ہیں اس میں مدینہ منورہ میں بنو قریظہ اور بنو نضیر، بنو قینقاع کے پرانے مقامات پر قبضہ شامل ہے جس پر مرحلہ وار وہ عمل پیرا ہیں اس کو مزید سمجھنے کیلئے انکی دو تنظیموں کا مطالعہ بہت ضروری ہے اور یہ دونوں تنظیمیں 1906 میں ہمارے سامنے آئی ہیں ان میں ایک کا حال ہے۔

> پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کے اندر جو خوفناک تباہیاں سامنے آئیں ذرا ان کا تصور کیجئے یہ سب یہودیوں کی وجہ سے بپا ہوئیں۔ پہلی جنگ عظیم میں پانچ لاکھ امریکی مارے گئے ساڑھے نو لاکھ جرمنی کے لوگ قتل ہوئے، فرانس کے دس لاکھ اور برطانیہ کے قریبا دس لاکھ آدمی مارے گئے

ان تنظیموں نے فیصلہ کیا کہ ہم نے نیو یارک کو یہودی شہر میں بدلنا ہے امریکہ کے مرکزی اداروں پر قبضہ کرنا ہے دوسری ایجنسی امریکن جیوش ایجنسی ہے یہ بھی 1905 میں ہی منظر پر آئی۔ گا حال کے وضع کردہ منصوبہ پر عمل درآمد ہونے کیلئے اس نے وسائل مہیا کیے امریکن آبادی کا انتہائی قلیل حصہ ہونے کے باوجود یہودیوں نے کس طرح امریکہ کو اپنے قبضے میں لے رکھا ہے (اس کی طویل داستان ہے) اور آج عملا پورے امریکہ پر یہودی چھائے ہوئے ہیں۔ بقول اقبال

افرنگ کی رگ جاں پنجہ یہود میں ہے

اس پنجہ یہود نے اولا امریکہ پھر گریٹ ایٹ بال کو اور پھر کسی خرچ سے انہوں نے پوری دنیا کے وسائل کو اپنے قبضہ میں رکھا ہے

یہ ایسی داستان ہے جس سے ہمارے صاحبان علم کو درجہ بدرجہ آگاہی حاصل کرنا چاہتے۔ پھر انکی اک دوسری تنظیم ہے جس کا نام فری میسن ہے فری میسن کا معنی اردو زبان میں اکثر زاد تعمیر کیا جا سکتا ہے۔ اس کا اصل رنگ خدمت خلق ہے لیکن مسلم اکابرین بالخصوص سیاسی زعما کس طرح سے اس کی دلفریبی کا شکار ہو کر ان کی گرفت میں آ گئے یہ ایک الگ داستان ہے اور اس پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں کہ کس کس علاقے میں مسلمان کس کس طریقے سے فری میسن تحریک میں آتے چلے گئے۔ ابھی پندرہ بیس سال پہلے لاہور کی صوبائی اسمبلی کی عمارت کے بالکل سامنے واپڈا ہاؤس کے سامنے اور شاہ دین بلڈنگ نوائے وقت کے سامنے جو کارنر بنتا ہے چڑیا گھر کے اس طرف والی وہ فری میسن تحریک کی آماجگاہ تھی پھر اس کے اندر لارڈز کلب اور مختلف شہروں کے اندر ان کے لوگ پورے طور پر موجود تھے۔ فری میسن کی تحریک دراصل مسلمانوں کے اندر غداروں کی متلاشی تھی۔ بڑے بڑے غدار انہوں نے ڈھونڈے، کالجز اور یونیورسٹیز میں سے مختلف پروفیسروں کو اپنے خرچ اور اپنے وظیفے پر اپنے اداروں سے پی ایچ ڈیز کروائیں ان میں سے میں بعض دو نام پیش کرتا ہوں کہ آپ اندازہ لگا سکیں کہ ان میں سے ایک ڈاکٹر فضل الرحمن تھے جو آج سے 25,20 سال قبل ادارہ تحقیقات اسلامی میں آئے جو وحی کے بھی منکر تھے "ذرا تصور کیجئے اسلام کا سکالر جو وحی کا منکر ہو وہ اسلام کی کیا خدمت کر سکے گا۔ ہمارے اور دوستوں میں ڈاکٹر یوسف گورائیہ بھی انمیں شامل ہیں۔ اور بہت سے لوگ ہیں کہ جس کو مخصوص اہداف اور مخصوص وظائف

کے ساتھ میدان میں اتارا گیا ہمارے موجودہ بعض لوگوں کو جج بنایا گیا ہے۔ ان کو بھی اس غرض سے انہوں نے اپنے اداروں میں تعلیم دلوائی تاکہ مخصوص مقاصد کیلئے انہیں بروئے کار لایا جائے ایک طرف انہوں نے یہ کام کیا دوسری طرف گذشتہ تین چار صدیوں سے دنیا میں اسلام کے علاوہ پھیلنے والی فکری تحریکیں پیدا ہوئیں ان میں سے ایک کو سیکولرازم کا نام دیا جاتا ہے ایک لبرل ازم ہے پارٹی ازم، سوشلزم، کیمونزم۔ آپ حیران ہوں گے ان تمام تحریکوں کے موسس اور موجد صرف اور صرف یہودی ہیں اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں

1266 میں جب آکسفورڈ یونیورسٹی بننا شروع ہوئی تو پوری عیسائیت کے پاس اپنی یونیورسٹیوں میں پڑھانے کیلئے کسی بھی موضوع پر بھی کسی بھی نصاب کی کتاب نہ تھی تقریبا 23 سال تک آکسفورڈ یونیورسٹی کا نصاب عربی کتابیں رہیں

یہودی دنیا میں انتشار کیلئے کس طور پر کوشاں ہیں۔ یہ تحریکیں اس دائرہ عمل میں اتنا آگے بڑھتی گئیں کہ خصوصا مسلمانوں کے اندر بڑا فکری انحطاط پیدا کیا۔ وہی 1892 میں ڈاکٹر تھیوڈر ہرزل نے اپنے ایک نمائندہ کو ترکی کے آخری حکمران اور خلیفہ سلطان عبدالحمید کے پاس یہ کہہ بھیجا کہ ہم تمہارے جملہ قرض ادا کرنے کو تیار ہیں اور ایک خالی چیک بھیج رہے ہیں اس میں جتنی چاہیں رقم بھر لیں مگر اس کے عوض یہودیوں کو فلسطین میں داخلے کی اجازت دے دیں بات صرف اجازت کی تھی قبضہ کی نہ تھی۔ سلطان اگرچہ کمزور تھا اور تاریخ کے اندر اسے مرد بیمار بھی لکھا جاتا ہے لیکن تمام تر کمزوریوں کے باوجود اس نے دینی حیثیت کے پیش نظر یہ چیک پھینک دیا اور اس بات پہ تھوک دیا کہ میں یہ کروں لیکن چند ہی سالوں کے بعد وہی نمائندہ قرہ آ خاں آفندی سلطان کے پاس اس کے زوال کا پروانہ لیکر پہنچا اور پھر اسے باقاعدہ گرادیا گیا۔ اور اس کی جگہ فری میسن تحریک کا تیار کردہ کمال اتاترک آگے لایا گیا اس تحریک کو اگر آپ برصغیر ایران اردن، شام اور عراق کے حوالے سے حتیٰ کہ خود حجاز کی سرزمین کے حوالے سے دیکھیں تو ایسے ہوشربا انکشافات ہوتے ہیں کہ انسان دھنگ رہ جاتا ہے کہ کس طرح سے یہودیوں نے مسلمانوں کے ایسے افراد ڈھونڈ لئے تھے جو خود یہودیوں سے بڑھ کر ان کے مقاصد اور اھداف کی تعمیل اور تکمیل کیلئے پورے طور پر سامنے آئے۔

پہلی جنگ عظیم اور دوسری جنگ عظیم کے اندر جو خوفناک تباہیاں سامنے آئیں ذرا ان کا تصور کیجئے یہ سب یہودیوں کی وجہ سے بپا ہوئیں۔

پہلی جنگ عظیم میں اتنی قتل و غارت ہوئی کہ پانچ لاکھ امریکی مارے گئے ساڑھے نو لاکھ جرمنی کے لوگ قتل ہوئے۔ فرانس کے دس لاکھ مارے گئے، برطانیہ کے دس لاکھ کے قریب لوگ مارے گئے۔ جرمنی کے اس قدر شدید نقصان کیوجہ سے ہی ہٹلر نے یہودیوں کو چن چن کے ختم کیا اس نے باقاعدہ ایسی بھٹیاں اور کنٹینر بنا رکھے تھے جن میں یہودیوں کو جلا کر ان کی راکھ بنا ڈالی یہودیوں نے وہ عجائب گھر بھی بنا رکھا ہے کہ کس طرح انہیں جوتے اتار کو بھٹیوں میں داخل ہونا پڑتا اور ان کا پاؤڈر بن کر دوسری طرف سے نکلتا۔ تو ہٹلر پہلا شخص تھا جس نے یہودیوں کے مظالم کو پہچانا اور اسے بدترین سزا دینے کی کوشش کی تھی۔ آپ جانتے ہیں کہ جرمنی کو پھر غلام بنایا گیا اسے دوحصوں میں تقسیم کیا گیا۔ سارا تاوان جنگ اسپر ڈالا گیا۔ اور اعلان بالپور کے نتیجے میں وہ سارا تاوان یہودیوں کو دلوایا گیا اور اسی تاوان جنگ کے نتیجے میں یہودیوں کو آہستہ آہستہ فلسطین میں آباد کیا گیا۔ یہودیوں کی فلسطین میں تعداد ابتدا میں عربوں کے مقابلے میں سات فیصد بھی نہ تھی مگر دیکھتے ہی دیکھتے کیسے وہ توازن بدلا، نقشہ عالم پر اگر آپ اسرائیل کا نقشہ دیکھیں تو وہ خنجر نما ہے۔ عالم اسلام کے سینہ پر گھونپا ہوا یہ خنجر آپ بخوبی محسوس کر سکتے ہیں پہلی جنگ عظیم بیس کھرب اور اکاسی ارب ڈالر اس جنگ پر خرچ ہوئے۔ اتنا بڑا خرچ اس جنگ میں کیا گیا۔ یہودیت کا تعصب تو آپ جان گئے عیسائیت کا تعصب بھی اس سے کمتر نہیں ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ دنیا بھر کے عیسائیوں کی تعداد پونے دو ارب ہے۔ خواہ وہ کیتھولک ہوں، جن کی تعداد غالب ہے خواہ وہ پروٹسٹنٹ ہوں، خواہ سیون۔ ہمیں یہودیوں کے فرق اور ان کے تضادات سے بھی آگاہ ہونا چاہئے اسی طرح عیسائیوں کے فرق اور انکے تضادات کی بنیادی نوعیت کیا ہے۔ حیرت کی بات ہے کہ عیسائیت کا موجد و موسس سیدنا عیسیٰؑ کے نظریات کا

باغی اور تعلیمات کا منکر شخص تھا۔ جو شخص سیدنا عیسیٰ کی بنیادی تعلیمات کا مخالف تھا عیسائیت کی اس نے کس طرح بنیاد رکھی ۔ یہودیوں نے اس شخص سینٹ پال کو کیسے کھڑا کیا کس طریقے سے پھر یہودیوں نے سینٹ پال کے ذریعے سے عیسائیت کو اپنے حق میں استعمال کیا۔ ہم اس کا اندازہ کرنا چاہیں تو یہ ناممکن ہے۔ خود ان کا کہنا ہے کہ دنیا میں مذہب کے نام پر کوئی ریاست نہیں بنائی جا سکتی۔ دنیا کے اندر ایک سوشل کنسلٹ تھیوری ہے جسے نظریہ انسانیت کہتے ہیں۔ اس کے تحت سلطنت علاقہ سے تو بن سکتی ہے۔ آبادیوں سے بن سکتی ہے۔، رنگ، خون نسل کے امتیاز سے بھی بن سکتی ہے، تجارتی مفادات کے تحت بن سکتی ہے لیکن مذہب کی بنیاد پر ریاست کو نہیں بننا چاہئے۔ جبکہ خود یہودیوں اور عیسائیوں نے دو بنیادی ریاستیں بنائیں ہیں وہ مذہب کے نام پر بنائی ہیں ویٹی کن کی ریاست، عیسائیوں نے عیسائیت اور مذہب کے نام پر بنائی ہے جس کا باقاعدہ بجٹ ہے۔ ویٹ کن کے اندر پوری عیسائی دنیا کے اہداف طے ہوتے ہیں اور ان کا بجٹ بنایا جاتا ہے۔ کہ اس سال اتنے پادری تیار کرنا ہیں۔ اتنے ہسپتال بنانا ہیں اور اتنے افراد کو دیگر مذاہب سے عیسائیت میں داخل کرنا ہے۔ ہر سال کا منصوبہ، جواب میں ویب سائٹس کے ذریعہ انٹرنیٹ سے بھی جانا جاسکتا ہے۔ ڈیڑھ سے دو کروڑ مسلمانوں کو عیسائی بنانے کا ہدف مقرر کرنا ہے۔ یہ صراحت بھی ہوتی ہے کہ افغانستان، ملائیشیا عرب ممالک ع بوں میں کتنے کتنے مسلمانوں کو عیسائی بنانا ہے۔ یہ ہدف بھی مقرر یہ با تاہے ۔عیسائی لڑکیوں کو سے مسلمانوں

کے بڑے بڑے خاندانوں میں داخل کرنا ہے۔ ہمارے مسلمان جوان کے تعلیمی اداروں میں داخلہ لیتے ہیں۔ بڑے بڑے عمائدین ، اکابرین اور تھیوڈول جو اعلیٰ تعلیم کے نقطہ نظر سے اپنے بچے وہاں بھیجتے ہیں تو وہاں یہ لڑکیاں ان سے راہ رسم پیدا کر کے ریاستوں میں داخل ہوتی ہیں یہ اس قدر خوفناک داستان ہے کہ جس سے امت مسلمہ کے اضطراب کو سمجھنے کیلئے تھوڑا سا حوالہ جس سے میسر آسکتا ہے آپ اندازہ لگایئے کہ جنوری 1492 کے اندر اندلس میں عیسائیت کی حکومت دوبارہ برسراقتدار آئی ۔ الفانسو اول و دوم نے عیسائی تعصبات کو کس طرح پورے یورپ میں بڑھایا اور ترکان عثمانی نے جو یورپ کے شرقی بازو، ایک تو یورپ کا جنوب مغربی حصہ تھا جسے آپ ہسپانیہ کہتے ہیں اور مسلمان جسے اندلس کا نام دیتے ہیں یہ وہ جس کی علمی حیثیت بھی مسلمہ ہے اسی علاقہ نے امام شاطبی الموافقات کے مولف کو پیدا کیا یہیں ابن حزن جیسا فقیہہ پیدا ہوتا ہے۔ اسی علاقہ نے ابن خلدون جیسا مولف پیدا کیا۔ یہی وہ علاقہ ہے جہاں سے معتمد جیسے بادشاہوں نے جنم لیا۔ جو سیاسی شاعری اس اعلیٰ درجے کی کرتے تھے جس کا اندازہ نہیں ہے اور بنو امیہ کا عبداللہ کے زمانہ میں بچ نکلنے والا شہزادہ جس کے ننھال بربروں کے علاقہ میں موجود تھے عبدالرحمٰن الداخل جا کے اندلس میں داخل ہوتا ہے۔ طارق بن زیاد موسیٰ بن نصیر کی مفتوحات کو پھر سے سمیٹتا ہے۔ اور ایک نئی اسلامی ریاست کو پوری شان کیساتھ کھڑا لیا ایسی جو مرتبت کیساتھ جنہوں نے علوم فنون میں ان درجہ ترقی کی یہیں کا باشندہ جغرافیہ دان ادریسی چاندی ایک

پلیٹ پر ایسا نقشہ بناتا ہے کہ جس کی مدد سے کولمبس نے امریکہ دریافت کیا یہ نقشہ آج بھی انکی کتابوں میں موجود ہے۔ برٹش میوزیم میں مجھے ادریسی کے اس نقشہ کو خود دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا۔ مسلمانوں کے اس نقشہ نویش نے دنیا کے جو نقوش اور سرحدیں واضح کیں معمولی تغیر کے ساتھ احوال عالم اور دنیا کا نقشہ اس کے قریب قریب ہے۔ نباتات، زراعت ، جراحت کے فنون میں اندلس نے عجیب وغریب لوگ پیدا کئے ۔ دور کیوں جائیں 1266 بعد انگلستان میں آکسفورڈ یونیورسٹی بننا شروع ہوئی میں پوری ذمہ داری اور اعتماد کیساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ 1266 میں پوری عیسائیت کے پاس اپنی جامعات میں پڑھانے کیلئے کسی بھی موضوع پر کسی بھی نصاب کی کتاب موجود نہ تھی۔ تقریبا 23 سال تک آکسفورڈ کا نصاب عربی کتابیں رہیں پھر ان کے تراجم اولا اطالوی میں بعد ازاں جرمنی میں پھر فرانسیسی اور انگریزی زبان میں ہوئے پھر مدت العمر تک ان کے اندر تغیرات، حواشی اور نئی شکلیں پیدا ہوتی چلی گئیں اس طرح سے عالمی تہذیب کے اس اہم موڑ پر مسلمان دنیا کے سامنے ایک سپریم طاقت کے طور پر موجود رہے۔ صلیبی جنگوں نے یہ بات ان کیلئے طے کردی تھی کہ میدان جنگ میں مسلمانوں کے ساتھ مقابلہ ممکن نہیں ہے اس لئے کہ یہ لوگ اپنی موت کو اتنا عزیز سمجھتے ہیں جتنا ہم اپنی زندگی کو۔ وہ باب جسے ہم بزبان حدیث حب الدنیا وکراہیۃ الموت کہتے ہیں کسی زمانے میں یہ پھبتی ان پر چسپاں ہوتی تھی لیکن آج ہم خود اس کا مصداق بنے ہوئے ہیں۔ عیسائیت کے مذہب کا ان لوگوں کے ان کتنا گہرا اثر ونفوذ ہے اس کا اندازہ

اس بات سے کیا جاسکتا ہے کہ آج بھی اندر کا صدر جس کتاب کے اوپر صدارت کا حلف اٹھاتا ہے وہ ابراہم لنکن سے تا حال انجیل ہے۔ حلف کے پس منظر کی نفسیات کا اسی بات سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے حتیٰ کہ موجودہ صدر جارج بش کا والد بھی امریکہ کا پریذیڈنٹ رہا ہے جب ایسٹر (سیدنا عیسیٰ کا یوم ولادت) ہوتا تو وہ اسے فلوریڈا کے جزیرے میں منایا کرتا۔ اس جزیرے کا نام اسلام مورانا تھا جس کا معنی ہے اسلام کی موت۔ یہ نام اس لئے رکھا ہے کہ وہاں عالمی سازشیں تیار ہوتی ہیں آج بھی اس کا یہی نام ہے جس کا مطلب ہے کہ اسلام کی موت اس پروگرام کے نتیجے میں واقع ہوگی جو اس جزیرے کے اندر تیار ہوتا ہے۔ اور امریکن صدر فخر محسوس کرتا ہے کہ وہ مذہبی تقریبات اس جزیرے میں منائے جس کا نام اسلام مورانا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگالیجئے کہ عیسائیت کا عالم اسلام کے خلاف تعصب بھی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں۔

اب امریکہ کی سوچ جس کے پیچھے یہودی ذہن کارفرما ہے یہ ہے کہ دنیا کے تمام سائل کو اپنی بُگر فتمیں لایا جائے پھر یہودی سوچ ہے کہ اس کیب عدعیسائیوں کو شکست دینا تو کوئی مشکل نہیں کیونکہ انکے تمام اہم مناصب پر یہ پہلے سے فائز ہیں۔ ابلاغ پہ ان کا قبضہ ہے، زر بینکنگ پہ ان کا قبضہ ہے۔ دنیا کے اندر منفعت کے جس قدر ادارے ممکن ہو سکتے ہیں ان اداروں پہ اس وقت یہودی فکر کا پوری طرح غلبہ ہے۔ یہ بات سمجھنا شائد ٹیکنیکلی آپ کے لئے مشکل ہوتا ہم میں پھر بھی بیان کر دیتا ہوں۔ اس وقت دنیا کے اندر جتنی بھی رقوم پیدا ہوتی ہیں دنیا میں پہلے زر کاغذی موجود نہیں ہوا کرتا تھا علماء آپ کو بتائیں کہ یہ مستقل فقہی بحثیں ہیں کہ جو زر کاغذی یعنی جو پیپر کرنسی ہے اس پر کا اطلاق بھی ہوسکتا ہے یا نہیں اور وہ جتنے شرعی احکامات ہیں وہ زر کاغذی کی موجودگی میں کہ جس کی حیثیت محض زر اعتبار کی ہے اس کی کیا نوعیت ہے لیکن اس کی حقیقت کو سمجھنے کی کوشش کیجئے کہ پہلے یہ جتنے زر کاغذی چھپتے تھے جتنی ان کی مالیت ہوتی تھی اتنی مالیت میں سونا یا چاندی کا کوئی اور دھات ان کے خزانے میں موجود ہوا کرتی تھی۔ انہوں نے سوچا اتنی بڑی دھات بیکار میں پڑی رہتی ہے چنانچہ انہوں نے یہ پچھتر فیصد جنس رکھنا شروع کردی مثلاً اگر 100 ڈالر کا نوٹ چھاپنا ہے تو 75 روپے مالیت کی جنس زرضمانت کے طور پر رکھ لیتے۔ پھر پچاس کی، پھر چالیس اور پھر پچیس پر آئے۔ 1974 میں یہودیوں نے امریکہ کے اندر دنیا میں پہلی مرتبہ کہا کہ ایک فیصد بھی زرضمانت رکھنے کی ضرورت نہیں۔ آج دنیا کے اندر جتنا ڈالر بزنس ہے اس نے صرف مسلمان حکومتوں کو ہی نہی لوٹا بلکہ کافر حکومتیں بھی بلبلا اٹھیں ہیں اس لئے وہ ''یورو'' بنانے پر مجبور ہوئی ہیں اس لئے کہ ڈالر کے پیچھے کوئی زرضمانت موجود نہیں ہے۔ محض سیاسی تفوق کی بنا پر ڈالر دنیا کی خرید وفروخت کر رہا ہے۔ دنیا میں اس سے بڑھ کر استحصال نہی ہوسکتا ہے کہ دنیا کے تمام سائل کو اس کاغذی پرزہ کے ذریعہ خریدا جائے جس کی عملی حیثیت اور معنویت زیرو ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ شریعت نے حالت اضطراب میں بعض حرام چیزوں کی اجازت دی ہے۔ جس میں دم مسفوح بھی ہے اور خنزیر کا گوشت بھی ہے۔ آپ کو حیرت ہوگی کہ ایسی حالت میں جن چار چیزوں کی اجازت دی ہے ان میں سود کو شامل نہیں کیا ہے تو معلوم ہوا کہ سود گو وہ لعنت ہے جسے اضطراب میں اختیار نہیں کیا جاسکتا لیکن مسلمان عدالتوں کا عالم یہ ہے کہ وہ مفاد عامہ میں اسے مستحسن قرار دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر اسے ناجائز قرار دیا گیا تو ہماری معیشت ختم ہوجائیگی دنیا مین مسلمانوں کی کیفیت ایسی خوفناک ہے کہ اس کا اندازہ کرنا بھی دشوار ہے۔ یہود ونصاریٰ کہ بعد مسلمانوں کا ایک خطہ ایسا ہے جس کا ھنود کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے ہندوؤں نے اپنے ایک سفیر جن کا نام ماڈی لی تھر تھا اسے آج سے پچیس تیس سال پہلے ہسپانیہ کا سفیر بنا کر بھیجا اور اسکے ذمے یہ کام لگایا کہ وہ ان اسباب کا مطالعہ کرے اور رپوٹ پیش کرتے کہ جن کی وجہ سے وہاں سے مسلمانوں کا 700 سال بعد زوال ہوا۔ اس نے دو سال کے محنت کے بعد اسباب زوال ومحرکات پر رپورٹ پیش کی۔

مجھے دو چار مرتبہ ہسپانیہ جانے کا اتفاق ہوا ہے جو لوگ ادھر گئے ہیں انہیں معلوم ہوگا کہ عرب امارات کے اندر تجارت پہ قبضہ عملاً کن کا ہوتا جارہا ہے۔ ایک مرتبہ مجھے تہران کے بین الاقوامی میلے سے امارات کے ذریعہ دوبئی اور دوبئی سے کراچی آنا تھا۔ یہاں مجھے ایک دن اور رات اگلی پرواز پکڑنے کیلئے رکنا پڑا مجھے کچھ ڈالر کا تبادلہ کرنا تھا دس دوکانوں میں سے نو دوکانیں ہندوؤں کی تھیں ایک مسلمان کی۔ اب مجھے معلوم نہیں اس وقت حالت کیا ہے یعنی یہ لوگ مالیاتی نظام کو اس قدر اپنے شکنجے میں لے رہے ہیں جو مرکزی تجارتی ادارے تھے وہ ہندوؤں کے پاس تھے۔ ان سے سامان لیکر لوگ آگے فروخت کر رہے ہیں اس طرح انہوں نے

عالم عرب تجارت پر قبضہ کرنا شروع کر دیا ہے اور پھر معاف کیجئے عرب شیوخ کے گھروں کے اندر خوبصورت عیسائی اور ہندو لڑکیاں کس طریقے سے داخل ہو رہی ہیں اور اس کے نتیجے میں کیا بغاوتیں اور خوفناک رجحانات پیدا ہو رہے ہیں یہ ایک نیا باب ہے جس کو محسوس کرنے کی ضرورت ہے ایک طرف تو یہ عالم ہے اور دوسری جانب امت مسلمہ اپنی تمام تر کمزوریوں کے باوجود اپنے سینوں کے اندر ایک دینی حمیت رکھے ہوئے ہے ساری غفلت اور بے عملی کے باوجود دین اور عقیدے کے ساتھ ایک واضح تعلق بھی موجود ہے۔ یہ بات بھی آپ کے اذہان میں رہنا چاہئے کہ گذشتہ صدی سے دنیا میں آباد کا توازن مسلمانوں کے جبکہ عدم توازن غیر مسلموں کے حق میں جا رہا ہے۔ اگر یہ سلسلہ یونہی جاری و ساری رہتا ہے تو آئندہ سو سال میں دنیا کا نقشہ بدل جائیگا لہٰذا انہوں نے دو کام کئے ایک تو یہود آبادی کے نام پر ضبط ولادت کے نام پر بے حیائی اور فحاشی کے پورے محکمے مسلمانوں کے اندر قائم کر دئے ہیں باقی کاموں کیلئے تو باقاعدہ آئی۔ایم۔ایف، ورلڈ بینک، اور ڈبلیوٹی او، سے معاہدے کرنا پڑتے ہیں۔ لیکن یہ تنہا مبارک ایسا کام ہے کہ اس کیلئے کسی وفد کو جانے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ رقوم اور ایجنسیز کی مدد آتی چلی جاتی ہے ایک طرف تو یہ حملہ کیا دوسری جانب این جی اوز مسلمانوں پر شب خون مار رہی ہیں اور تیسری جانب ضبط ولادت کے نام پر ان کے معاشرے کو گھٹانے اور آبادی کو گھٹانے کی کوشش کی جا رہی ہے لیکن ہدف پھر بھی نہ پا سکے۔ تین کام انہوں نے کئے ایک تو مسلمانوں کے حکمران خریدے الا ماشاء اللہ مسلمانوں کے حکمران ان کے غلام ہیں اور ان کی ڈکٹیشن قبول کئے ہوئے ہیں۔ اور اگر کوئی قبول نہیں کرتا تو اس کا حال وہی ہوتا ہے جو سلطان عبدالحمید یا شاہ فیصل یا ضیاء الحق کا ہوا۔ انہوں نے دیکھا کہ سب حکمران بھی خریدے، ان حکومتوں کے بنیادی عہدوں کے عہدیدار بھی خریدے، ان کی اولادوں کو یورپ کے اعلیٰ تعلیمی اداروں میں بھی پڑھایا، یہاں بڑے بڑے نام نہاد تھنکر مفکرین بھی اپنے اداروں کے اندر تیار کر لئے، تحفظ آبادی اور ضبط ولادت کے نام پر بھی ساری کاریگری کر لی۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعہ سے اور انٹرنیٹ کے ذریعہ کے فحاشی کے نظام کو بھی دیکھ لیا لیکن یہ ظالم قوم ہے کہ اس قدر شدید حملوں کی باوجود اس کے جان نکلنے کا عالم پورا نہیں ہوا۔ بالآخر ان کا تجزیہ یہ ہوا کہ ایک راستہ ایسا ہے جسے بند نہ کیا گیا تو یہ دنیا کے اندر ہمارے منصوبے کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ راستہ یہی ہے کہ جس ادارہ میں آپ اس وقت پڑھ رہے ہیں اور یہ فقیر آپ سے گفتگو کر رہا ہے ان کے نقطہ نظر کے مطابق یہ دین کے آخری قلعے اور مورچے ہیں اگر کسی طریقے سے ان کو فتح کر لیا جائے تو پھر شائد ہمارے مقاصد جو پروٹوکول اور ورلڈ آرڈر میں لکھے ہوئے ہیں وہ سب پورے ہو جائیں اس کیلئے انہوں نے بڑا خوبصورت لائحہ عمل تیار کیا ہے پہلے یہ کہا گیا کہ آپ کے یہ علم استغفر اللہ ثم استغفر اللہ یہ فرسودہ علوم ہو چکے ہیں ان علوم کے ذریعہ سے نہ آپ علوم عصر کو سمجھ سکتے ہیں نہ معاشرتی ضرورتوں کو سمجھ سکتے ہیں نہ معاشی صورتحال کا ادراک کر سکتے ہیں۔ ان کے ذریعہ سے ریاستی اداروں میں آپ کی خدمات کو حاصل کیا جا سکتا ہے لہٰذا ایسے فرسودہ علوم کو پڑھنے کی کوئی ضرورت نہیں لہٰذا اس فرسودگی کو کسی جدت کی لذت کیساتھ آشنا کیا جانا چاہئے۔ پہلی کوشش کے طور پر ہمارے بعض نام نہاد دانشور اور مفکرین جو جامعات، یونیورسٹیز اور بعض دوسرے تحقیقی اور علمی اداروں کے چند ٹکوں کیلئے براجمان ہیں ان کے ذریعے سے یہ تصور اور ضعف پیدا کرنے کی کوشش کی کہ درس نظامیہ کے علوم آج کے وقت کے تقاضوں سے ہم آہنگ نہیں۔ ہمارے سادہ دل لوگوں نے بھی اس نفسیاتی تاثر کو جزوی طور پر قبول کرنا شروع کر دیا ہے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ جدید علوم کے اندر کوئی خوفناکی موجود نہیں بلکہ ہمارے سلفی علماء کے فتاویٰ کو دیکھ لیجئے کہ کیسے انہوں نے ہر نئے پیش آمدہ مسئلے کا مقابلہ کیا ہے حیرت ہوتی ہے کہ دور حاضر کوئی ایسا مسئلہ انہوں نے نہیں چھوڑا جس میں کتاب وسنت سے پوری پوری رہنمائی نہ دی ہو بلکہ فتاویٰ کی ضرورت ہی تب ہوتی ہے جب مستفسر کو براہ راست کتابت سے علم میسر نہیں آتا تو اس طرح یہ فتاویٰ کی ضرورت ہی تب ہوتی ہے جب مستفسر کو براہ راست کتاب سے علم میسر نہیں آتا تو اس طرح یہ فتاویٰ بھی ہمارے محدثین اور علمائے کرام کے استخراجی علوم کا ایک بہت بڑا حصہ ہیں اب انہوں نے کوشش کی کہ مدارس کے بورڈ بنائے جائیں ان کی رجسٹریشن کی جائے ان کی کمپیوٹرائزیشن کی جائے اور علم جدید کے دھاروں کے ساتھ اسے متصل کرنے کی کوشش کی جائے۔

عزیزان گرامی!!

یہ کوششیں کسی نہ کسی درجہ میں جاری رہیں گی لیکن میں آپ سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دشمن

صدیوں سے سارے مورچوں پہ حملہ آور ہوتا رہا لیکن وہ کامیاب نہیں ہوا اب وہ اس آخری مورچے پر صلیبی فکر کیساتھ حملہ آور ہونے کی کوشش کر رہا ہے۔ میں اسم موقع پر آپ سے درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ آپ اپنے اندر احساس پیدا کیجئے اپنے آپ کو بیدار کیجئے اپنے اندر اس خوفناک حملے کا ادراک پیدا کیجئے اور اب جبکہ غزوہ خندق و احزاب کی شکل میں جب ساری قوتیں آپ پر حملہ آور ہو چکی ہیں تو سوچئے کہ اپ نے اپنے دفاع کیلئے کونسی خندق اور کون سا مورچہ کھودنا ہے کونسی پشت ایسی ہے جو آپ کی محفوظ ہے اور کونسی ایسی ہے جس پر حملہ ہوسکتا ہے۔ اس لحاظ سے آپ کو دفاعی صورت بھی اختیار کرنا چاہئے لیکن دفاعی صورت زیادہ دیر کسی قوم کی بقا کی ضمانت نہیں ہوا کرتی اب آپ کو اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے اس جہادی صورتحال کو جسے مختلف طریقوں کے اندر بیان کیا گیا ہے جس میں غلبہ حق کیلئے جہاد النفس اور جہاد مالی کی ساری صورتیں موجود ہیں اس شعور کے ساتھ آپ کو آگے بڑھنے کی ضرورت ہے میں سمجھتا ہوں تین تقاضے ہیں جنکی آپ کو ضرورت ہے پہلا تقاضا یہ کہ زمانے کی یہ جدت پسندیاں اور جدت طرازیاں ۔ اس فریب سے نکلنے کی کوشش کریں۔

فکری اور جسمانی اعتبار سے ہمیں دیکھنا چاہئے کہ ہمارے اندر اس عیسائی نند جتنی بھی غیرت موجود نہیں جس نے صدیاں بیت جانے کے بعد بھی اپنا لباس نہیں بدلا کسی چرچ کے قریب آپ کسی نند کا لباس ذرا دیکھئے کہ اتنی جدیدیت کے باوجود وہ ایک خاص لباس میں آپ کو دکھائی دے گی ان کے پادریوں نے بھی اپنے لباس تبدیل کرنے کی کوشش نہیں کی وہ بھی گلے میں صلیب لٹکائے ہوئے ایک خاص قسم کے لباس میں موجود ہیں ان کے اسقف اعظم اور پاپائے اعظم نے بھی اپنی ہیت کو بدلنے کی ضرورت محسوس نہیں کی کیا یہ فتنہ ہمارے ساتھ ہی وابستہ ہے کہ شمائل کی کتابوں کے اندر ایک مسلمان کا جو نقشہ ظاہری اعتبار سے بننا چاہئے اس سے ہم کتنے دور ہیں ہمیں علمی اعتبار سے اس نقشہ کو اختیار کرنے کی بھی ضرورت ہے۔ دوسرا آپ کو نا صرف اپنے مصادر علمی بلکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میں سے ہر شخص اس علم دین کے ورثے کا ایک مجاہد بننے کی کوشش کرے اور ایک عزم پیدا کرے اپنے اندر اور اپنی ڈائری روزانہ لکھئے اور روزنامہ اخبار یا رسالہ پڑھئے تو اس کے اندر اپنے عزم کا اظہار کرے کہ فتنے کو میں دیکھ رہا ہوں اس فتنے کو ختم کرنے کیلئے میرے کیا عزائم ہیں اور کبھی کبھی دوست ایک دوسرے کو اپنی ڈائریاں اور جوامع منتقل کریں تا کہ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا آپکو پتہ چلے اور سال کے آخر میں ایک ایسا جریدہ بھی شائع جس میں آپ کے وہ احساسات آپ کی روزمرہ ڈائریاں اور جو بیان آپ روزانہ لکھتے ہیں اس کا انتخاب شائع ہو تا کہ دنیا کو پتہ چلے کہ جامعہ سلفیہ کے اندر پڑھنے والے طلباء صرف علم حاصل نہیں کرتے اس علم کے حوالے سے مستقبل کے اندر ان کی پلاننگ اور منصوبہ بندی کیا ہے۔ اور اس جامعہ کے علمی و تحقیقی معیار کے ساتھ عالمی سطح پر اسلام اور ملت اسلامیہ کو روشناس کرنے میں ان کا مقابلہ کرنے کیلئے کیا ضرورت ہے اور اس کے بارے میں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں جناب محمد رسول اللہ ﷺ نے بڑے واضح انداز کے اندر کہ بالآخر اس کے اندر کوئی کچا یا پکا مکان ایسا باقی نہیں رہے گا اور اونٹ کے بالوں سے بننے ولاے کپڑوں کے خیموں میں سے کوئی خیمہ ایسا باقی نہیں رہے گا جہاں تک دین وشریعت کی آواز نہ پہنچے گی۔

اور اس کے وسائل پیدا ہو رہے ہیں ہم ایک ایسے عالم میں داخل ہو رہے ہیں کہ یہ ملت اسلامیہ اپنی آزمائش کے نقطۂ عروج کی طرف بڑھتی جا رہی ہے میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ہماری آزمائش کے مرحلے اس سے سنگین ابھی موجود ہیں لیکن انشاء اللہ ان سنگین مراحل کے اندر اس ملت کا استیصال یا اس کا خاتمہ بھی انشاء اللہ نہ ہوگا بلکہ اس آزمائش کے اس امت کو آسائش کے مواقع بہم فراہم ہوں گے۔ شریعت نے آزمائش کے موقع پر تدابیر بھی بتائی ہیں۔ جو انفرادی اور اجتماعی سطح پر تو یہ استغفار کی شکل میں دعوت و اصلاح کی شکل میں اجتماعی امور کے اندر آپ کو ضبط کی کرنے کی صورت میں وہ سارے اوصاف جو سمع و اطاعت میں ہمارے سامنے رکھے گئے ہیں میں تو یہ چاہتا ہوں کہ ہر درجے کے طلباء ایسے گروہ موجود ہوں جو نسبتا زیادہ صلاحیتوں کے طلبا ہیں وہ دوسروں کے اندر اس قسم کے مذاکرات آپس کے اندر کریں ۔ یہ سوچ اور ولولہ پیدا کریں اور اس حوالہ سے دو تین باتیں ضروری ہیں پہلی بات کہ دنیا کے سارے کام دنیاوی ذریعہ سے ہو سکتے ہیں لیکن دین کے کام تقویٰ وطہارت کے بغیر ممکن نہیں۔ اول و آخر یہ قدم وہ تقویٰ وطہارت آپ کے اندر پیدا ہونا چاہئے آپ کی [illegible] حالت بدلنی چاہئے آپ کی زندگی کا مسنون دائرہ [illegible] پیدا [illegible] چاہئے۔

آپ کو دیکھنے کے بعد معاشرے کے لوگ محسوس کریں کہ یہ عام لوگوں سے مختلف ہیں جو فنون آپ پڑھتے ہیں اور ان فنون کے اندر شخصیت سازی کو امکانات ہیں وہ جہاں پڑھتے جائیں ساتھ ساتھ مستفید ہوں آپ میں سے کتنے لوگ جو میری اس گفتگو کے نتیجہ میں یہ ارادہ اپنے اندر لیکر اٹھیں گے کہ جن اسباق کے اندر اپنے سیرت و کیفیت کو بدلنے کا جو حکم پائیں گے فورا اس حکم کے مطابق اپنے آپ کو تبدیل کریں گے۔ اس سے مبارک فیصلہ روئے زمین میں کوئی فیصلہ نہیں مل سکتا۔ اپنے آپ کو تبدیل کیجئے پھر آپ دیکھیں گے کہ آپ کے اسباق کے نقشے بدل جائیں گے اپ کے علم کا رخ بدل جائے گا آپ کے ذہنی اھداف تبدیل ہو جائیں گے پھر حقیقتا یہ درس گاہیں جس کو مغرب کے مفکرین آپ کے آخری دین اور تہذیب کا دروازہ قرار دے رہی ہیں اور اس کو ختم کرنے کیلئے اور پامال کرنے کیلئے بڑی ور ترتیب دے رہے ہیں لیکن وعداللہ۔ وہ بالآخر غالب ہوکر رہے گا اور انشاءاللہ العزیز قائم و دائم رہے گا۔ مجھے امید ہے میں اپنی گفتگو کے دائرہ میں ملت اسلامیہ کے جو اضطراب ہیں جس صورتحال سے وہ گزر رہی ہے میرے پاس اگر وقت ہوتا تو میں یہ بتلاتا کہ ملت اسلامیہ اپنی ادبی اور اخلاقی قوت کے اعتبار سے اور اپنے معاشی اعتبار سے اور اپنی قوت عملی کے اعتبار سے دنیا کے نقشے پر اپنے زمینی حدود کار کے اعتبار سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو فطرت نے اپنی تمام تر فیاضی سے ہمیں عطا نہیں کی۔

بقیہ: اسلام کے حریفانہ انکشافات

واریت اور بنیاد پرستی کا خاتمہ اور قائداعظم محمد علی جناحؒ کے نظریہ پاکستان کی تقویت کیلئے......... کیا آپ جنرل پرویز مشرف کو پانچ سال کیلئے مانتے ہیں ''ہاں؟ ناں؟

اب ہم اسلام کے حریفانہ انکشافات کا منظر پیش کرتے ہیں۔

۱۔ پاکستان اسلامی جمہوریہ نہیں۔ حدود آرڈیننس 14 سو سال پرانے ہیں۔ (وفاقی وزیر برائے قانون اقبال حیدر)

۲۔ صدر پاکستان جناب پرویز مشرف نے داڑھی کا مذاق اڑایا (ایک خبر)

۳۔ عصمت فروشی جائز اور طوائف قابل احترام ہے (AIG احسان صادق اسلام آباد)

۴۔ سنگسار کرنا غیر شرعی ہے۔ (وزیر مذہبی امور، مفتی غلام سرور قادری) حالانکہ 100 کوڑے زانی کی سزا قرآن نے مقرر کی ہے۔

۵۔ سنگساری کی سزا پر عمل درآمد نہیں ہوگا۔ (پرویز مشرف)

۶۔ ریفرنڈم شرعی ہے۔ عوام فتنہ پردازوں کی آواز پر لبیک نہیں کہیں گے۔ (وزیر مذہبی امور مفتی غلام سرور قادری)

۷۔ پاکستان اسلام کے نام پر نہیں بنا۔ قرارداد پاکستان میں تبدیلی کی جائے۔ علامہ اقبال کو مذہبی جنونی قرار دیا گیا۔ (ایک خبر)

۸۔ انتہا پسند جتنی چاہے کوشش کرلیں مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے (صدر مشرف)

۹۔ امیر المومنین حضرت عثمان غنیؓ نے کسی سے یہ نہ پوچھا تھا کہ میں تمہیں امیر المومنین منظور ہوں کہ نہیں ہوں۔ (قاری زوار بہادر)

۱۰۔ حدود آرڈیننس مکمل طور غلط ہے، پردہ اسلامی نہیں۔ رواج ہے۔ (ڈاکٹر رفعت حسن)

۱۱۔ رسول اللہ کے زمانہ میں کوئی پردہ وردہ نہ تھا (ڈاکٹر رفعت حسن) العیاذ باللہ قرآنی احکامات کے بالکل منافی ہے اور شریعت مطہرہ سے اعلان جنگ ہے۔

۱۲۔ اسلام میں سود سے نہیں، ربا سے منع کیا گیا ہے سود برداشت ہے۔ (ڈاکٹر رفعت حسن)

۱۳۔ اسلام نے عورتوں کو بہت حقوق دیئے ہیں۔ یہ بکواس ہے (ڈاکٹر رفعت) العیاذ باللہ

۱۴۔ انسانی حقوق کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں۔ (ڈاکٹر رفعت حسن)

۱۵۔ کلاسیکی رقص کی اسلام میں اجازت ہے۔ (ڈاکٹر رفعت حسن)

۱۶۔ جنرل مشرف مثبت آدمی ہیں۔ (ڈاکٹر رفعت حسن) حالانکہ اسلام کی تضحیک انکا مقصد حیات ہے۔

۱۷۔ ہر کسی سے دوسری شادی کی اجازت نہیں۔ یہ قرآنی حکم صرف بیوہ عورتوں کے فائدہ کیلئے ہے۔ (ڈاکٹر رفعت حسن)

۱۸۔ توہین رسالت اصل میں عیسائیت کا حصہ ہے۔ یہ اسلامی نظریہ نہیں۔ (ڈاکٹر رفعت حسن) العیاذ باللہ

اسلام کے نام لیوا افراد کو پابند سلاسل کرنے کی بجائے ان عناصر کو قید و بند میں محبوس کیا جائے جو اسلام کی عظمت پر ایک دھبہ ہیں اور پاکستان کی بقا کیلئے سوالیہ نشان۔